

- ۶۔ نجف علی خاں کی کتابوں پر جو غالب کی تقریظیں آثر غالب میں چھپی ہیں ان میں اغلاط طبعات ہوں تو عجب نہیں۔ آپ بہ راہ مہربانی ایک اغلاط نامہ تیار کر کے جلد از جلد مجھے بھیج دیں۔ اس بارے میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں۔
- ۷۔ دیوان معروف جو میر سے پاس تھا ایک صاحب لے گئے اور پھر واپس نہ ملا۔ آپ ذرا یہ دیکھ کر بتائیں کہ علی بخش خاں اور ان کی بیٹی کی شادی کہاں ہوئی تھی۔
- ۸۔ دیوان معر فطرت کے نسخے میری نظر سے گزرے ہیں، لیکن ایسا نسخہ آج تک نہیں ملا جو کل کلام پر حاوی ہو۔ اس میں سب سے مقدم یہ امر ہے کہ دیوان کے جتنے نسخے مل سکیں دیکھے جائیں۔ ان کی نثر کا ایک مجموعہ بھی ہے اور خطوط دوسری کتابوں میں بھی ملتے ہیں۔ ان چیزوں کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے۔ تذکروں کے متعلق میری رائے یہ ہے کہ نثر تذکروں کو دیکھنا چاہیے، خواہ وہ بہت بعد ہی کے کیوں نہ ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بعد کے تذکروں کے کچھ ماخذ ایسے ہو سکتے ہیں جو اب ناپید ہوں یا سہل الحصول نہ ہوں، مزید یہ کہ ایسا کلام ان میں مل سکتا ہے جو دیوان کے موجودہ نسخوں میں نہ ہو۔ عمید عالمگیری کی کتب تاریخ کا مطالعہ بھی ضروری ہے۔ میں اجمال سے کام لے رہا ہوں۔ اگر وہ یہ لکھیں کہ ان کے پاس کیا مواد موجود ہے تو میں تفصیل سے کام لوں۔ اس کے بغیر بہ خوبی ممکن ہے کہ میں ایسی کتابوں کے نام لکھوں جو خود ان کے علم میں ہوں۔
- ۹۔ ایک کارڈ الگ سے جاتا ہے اس کا تعلق مالک رام صاحب سے ہے۔

مکتوبات مختار الدین احمد بنام قاضی عبدالودود

(۱)

علی گڑھ

۲۸ مئی ۱۹۳۸

محترمی و معظمی سلام مسنون

آپ کی رجسٹری کل اتوار ہونے کی وجہ سے آج ملی، نامہ نگراہی کا شکریہ یہ بھی بڑوں مدبر معتمدی
 وہ تشفی تو آپ میرے ہی لیے رکھ لیں تو بہتر ہے۔ سید صاحب کو کوئی اور چیز دے
 دیجیے گا۔ یہاں کی طباعت بہت اچھی نہیں لیکن پروف سے پورا اندازہ نہیں ہو سکتا، اگر آپ

چند دن توقف کریں تو میں اصل مطبوعہ فرمے بھیج دوں۔ ان سے صحیح اندازہ ہو سکے گا۔
 غالب کے مکتوبات کے بارے میں آپ کا کوئی خط مجھے نہیں ملا۔ جواب کا مجھے
 اب تک انتظار ہے۔ میں علی گڑھ میگزین کا غالب نمبر نکالنا چاہتا ہوں، اس کی تیاری کے لیے
 تین مہینے سے زائد کی مدت مجھے مل جائے گی۔ عام ادبی نمبر نکالنے کے بجائے شاعروں پر
 خصوصی نمبر نکالنا زیادہ مفید معلوم ہوتا ہے اس میں کچھ بہت مفید معلومات مل جاتے ہیں۔ اس
 سلسلے میں سب سے پہلے آپ کو میں نے لکھا تھا کہ اس سلسلے میں مشورہ دیں کہ کن کن
 عنوانات پر مضامین لکھوائے جائیں۔ میرے خیال میں یہ شمارہ تین حصوں پر منقسم ہونا چاہیے۔
 حالات زندگی، کلام پر تبصرہ اور نوادر و آثار۔ آپ مطلع فرمائیں کہ آپ کن عنوانات پر مضامین
 لکھیں گے۔ اگر غالب کی کچھ نایاب تحریریں مل جائیں تو پھر ان کا عکس چھاپنے کو بھی تیار ہوں
 براہ کرم اپنے مشوروں سے جلد مطلع کریں۔

والسلام

آرزو

(۲)

غالب نمبر

مسلم ریلیف سوسائٹی

۱۰۵۶ اور چیت پور روڈ، گلگت

۲۳۸ / ۶ / ۸

مخدومی سلام مسنون

میں پٹنہ ۲ ماہ رواں کو آیا اور غالباً ۳ کی صبح کو آپ کے یہاں پہنچا۔ ملازم سے معلوم
 ہوا کہ آپ باہر تشریف لے گئے ہیں، اسی دن شام کو مجھے گلگت آنا تھا اس لیے شام کو حاضر نہ
 ہو سکا۔ آپ کے خطوط مجھے مل گئے تھے اور میں امتحان ختم کر کے لاہر بری پہنچا لیکن کچھ زیادہ
 کام کی باتیں معلوم نہ ہو سکیں۔ شعبہ مخطوطات کے نگراں رخصت پر تھے اس لیے شیفت گلگٹ
 سے استفادہ ممکن نہ ہوا۔ آپ نے جن مطبوعہ فارسی کتابوں کا ذکر کیا ہے تعجب ہے یہاں
 موجود نہیں۔ تذکرہ غوثیہ بھی نہیں ملا، گو مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے شلف پر ایک بار
 اسے دیکھا ہے۔ اب یا تو غائب ہے یا سینار میں منتقل ہو گیا ہے۔ چون کہ امتحانات ختم

ہوئے مدت ہوتی اس لیے سینار عرصے سے بند ہے۔

دیوان معروف دیکھا۔ وہ غزل ۱۱ شعروں کی ہے، مطلع یہ ہے:

جوابِ خط نہیں دیتا نہ دے جواب تو دے کہ قاصد آ کے جو کچھ دے خبر شتاب تو دے

عمود شیرانی کے مضمون کا عنوان ہے "فارسی شاعری اور اس کی قدامت" اور اس میں ... وغیرہ کا ذکر موجود ہے۔ اس کا یہ شمارہ لٹن لائبریری میں موجود نہیں۔ یہ مضمون دو قسطوں میں رسالہ سیسل علی گڑھ شمارہ ۱۱ و شمارہ ۲ (۱۹۲۶ء) میں چھپا ہے۔ پہلا شمارہ یہاں موجود ہے لیکن وہ احسن گلشن میں ہے، وہاں سے ایٹو ہونا ممکن نہیں۔

میں ایک ہفتے میں آ جاؤں گا۔ مجھے امید ہے کہ آپ نے غالب نمبر کے لیے کچھ لکھنا شروع کر دیا ہوگا۔ آپ نے جن لوگوں کے نام لکھے تھے انھیں خط لکھ رہا ہوں لیکن حمید احمد خاں کا پتا معلوم نہیں۔ شیخ محمد اکرام اور ڈاکٹر عبدالستار صدیقی کے پتے بھی مطلوب ہیں۔ احسن گلشن میں بہت اچھی کتابیں دیکھنے میں آئیں:

فہرست مخطوطات نمبر ۱۶ خلاصہ دیوانِ رند ۰ تذکرہ شعراء مصنف نامعلوم

۹۰ دیوان درد (فارسی) ۱۳۰ دیوان درد (اردو) ۱۳۱ دیوان جرأت ۰
۱۳۵ تذکرہ گل رعنا بقی زبانی سنہ ۱۴۵ دیوان سعد اللہ گلشن ۲۳۱ تذکرہ الشعراء
دولت شاہ سرخند

یہاں دستبنو مطبوعہ بھی موجود ہے لیکن اس وقت کسی کے نام ایٹو ہے، امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔

والسلام

مختار الدین

(۳)

حبیب منزل

سیالہ، ضلع پٹنہ

۰۳۸ / ۸ / ۳۰

محمدی سلام مسنون

آج کل خطوطِ غالب مرتبہ ہمیش پر شاد زیر مطالعہ ہے۔ ص ۱۳۱ پر واد علی کا نام ملتا

ہے۔ مُرتب کو اگر اس کا احساس ہے کہ صحیح نام امجد علی ہے تو پھر تن میں داہد علی کیوں رکھا۔ " غالباً " نہیں بلکہ یہ قطعاً غلط ہے۔ امجد علی سے غالب کی مراد میر امجد علی قلق ہیں جو شفق کے خاص ہم نظمیوں اور دوستوں میں معلوم ہوتے ہیں۔ بعض خطوط میں غالب نے ان کا ذکر کیا ہے دیکھیے خطوط نمبر ۰۳، ۰۵، ۰۸، ۰۱۲، ۰۱۳، ۰۱۴، ۰۱۵، ۰۱۶، ۰۲۰، ۰۲۱ وغیرہ۔

میں نے غالب کے پندرہ بیس اعزہ کے نام جمع کیے ہیں جو ان کے خاص رشتہ دار تھے جیسے ماں، باپ، بھائی، بن وغیرہ فرست میں آپ کو دکھاؤں گا۔ آپ بھی اس کا خیال رکھیں۔ اگر کچھ مزید رشتہ داروں کے نام معلوم ہو سکیں تو اچھا ہے۔ کچھ رشتہ داروں کے نام ملتے ہیں لیکن بتا نہیں چلتا کہ وہ غالب کے دور کے رشتہ دار ہیں یا قریب کے۔ " مرزا عاشق بیگ میرا بھانجا، اس کا بیٹا احمد مرزا " (خطوط غالب ص ۱۶۳)۔ غالب کا ایک بھانجا مرزا عباس بیگ ہے جس کی فرمائش پر انھوں نے دعاء الصباح کو نظم کیا تھا۔ یہ عاشور بیگ انھی کے بھائی تو نہیں؟

(خطوط ص ۱۵۰) " ہماری بھائی صاحبہ یعنی زوجہ میر احمد علی خاں مغفور "

(خطوط ص ۱۶۳) ۳ فری، سطر میں مرزا یوسف اور ان کے بچوں کا ذکر ہے، کیا ان کی بی بی بچوں کے نام کہیں ملتے ہیں۔

(خطوط ص ۱۵۲) " فق شعراء حال کے کلام میں نظر نہیں آتا۔ یہ کہاں تک صحیح ہے؟

(خطوط ص ۲۳۹) خط ۱۳ کے نیچے تاریخ کیوں درج نہیں۔ تن خط میں دو شنبہ یکم

شعبان موجود ہے۔

(خطوط ص ۳۲۱) دساتیر اور بُرہان کے علاوہ میرے پاس کوئی کتاب نہیں، دساتیر میرا

ایمان و حرز جان ہے، خط بنام علانی۔ انھی کو لکھتے ہیں " دساتیر میرے پاس نہیں "

(ص ۳۲۵) یہ بھی صریح حقیقت سے انحراف کی مثال ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ ممکن ہے

بعد میں ان کے پاس دساتیر نہ رہی ہو۔ دونوں خطوں کا زمانہ تحریر متعین کرنا چاہیے۔

آثار غالب کا جو باب علی گڑھ میگزین کے غالب نمبر میں قائم کرنے کا خیال ہے اس کے

لیے میں نے سوچا ہے کہ مندرجہ ذیل تحریرات اگر مل جائیں تو شامل کر دوں۔ اپنی رائے سے مطلع

فرمائیے اور اس امر سے بھی اطلاع دیجیے کہ یہ چیزیں کہاں اور کس طرح دستیاب ہو سکیں گی۔

۱۔ ثنوی دغ الباطل

۲۔ پانچ مختصر فارسی ثنویاں (جو دیوان غالب فارسی نسخہ خدا بخش میں موجود ہیں)

۳۔ فارسی قطعہ جو تذکرہ غوجیہ میں ہے۔ یہ قطعہ نہ کلیات فارسی میں ہے نہ سب چہن میں۔

- ۳۔ ثنوی دعاء الصباح شائع کردہ عرشی صاحب درنگار“
- ۵۔ صفیر بگلرہی کے نام غالب کے پانچ خطوط (جلوہ خضر) ۱۰ ایک خط ”ندیم“ گیا میں سید وصی احمد بگلرہی نے شائع کیا ہے۔
- ۶۔ ایک فارسی خط جو آج کل غالب نمبر میں شائع ہوا ہے۔
- ۷۔ ”گل رعنائی“ اردو کے اشعار (حسرت موہانی نے شرح دیوان غالب میں کچھ درج کیے ہیں)۔
- ۸۔ امراؤ بیگم نے جو خلد آشیاں کو تیسرا عریضہ بھیجا تھا جسے عرشی صاحب نے شائع نہیں کیا ہے (مثل ۳۳۶ صغیر احباب میں محفوظ ہے)
- ۹۔ سید وصی احمد بگلرہی کی بیاض کے اشعار
- ۱۰۔ مکتوب فارسی بنام ولی داد خاں
- کتب خانہ صیب گنج
- جواب ہمیں کے پتے سے دیجیے۔

(۳)

علی گڑھ میگزین

۱۰۵، ایس ایس دیسٹ

سر سید ہال

۳۸ / ۹ / ۲۶

مخدومی سلام مسنون

ایک عریضہ حاضر خدمت کر چکا ہوں۔ کل تذکرہ غوثیہ ایک شلف میں مل گیا۔ غالب سے متعلق دو مقالات پر ذکر ہے اور وہ شیخ محمد اکرام نے اتیسرے ایڈیشن میں شائع کر دیا ہے کل ہی دو گھنٹے میں پوری کتاب پڑھ گیا ۱۰ دو مقالات پر غالب کے شعر اور مصرعے نقل کیے ہیں۔ اس کتاب سے کوئی خاص روشنی غالب پر نہیں پڑتی۔ لیکن کتاب بہت دلچسپ اور قابل مطالعہ ہے۔ آپ فرمائیں تو بھیج دوں۔

شیرانی صاحب کا خط ضرور بھیج دیجیے۔ پتا نہیں مولوی عبدالحق کا کوئی خط آپ کے پاس محفوظ ہے یا نہیں ۱۰ جواب سے جلد مطلع فرمائیں۔

والسلام

مختار الدین

مخدومی سلام مسنون

پہلے آپ کا رجسٹرڈ خط ملا اس کے بعد دوسرا سادہ خط ملا۔ ”عود ہندی“ اشاعت اول روانہ خدمت ہے۔ آپ کے مضمون کے مطبوعہ فرمے بھیجنے میں دیر اس لیے ہوتی کہ میں چاہتا تھا کہ ”عود“ مل جائے تو ساتھ ہی روانہ کر دوں۔ اس کا ایک نسخہ یہاں اور تھا اور اس کا سر ورق رنگین (سبز یا سرخ) تھا۔ یہ نسخہ بھی طبع اول کا ہے اور کوئی فرق نہیں۔ لیکن مہر صاحب نے لکھا ہے کہ اشاعت ۳ رجب کی ہے اس اشاعت میں ۱۰ رجب ہے۔

اردو سے معلیٰ کا بھی ایک قدیم مطبوعہ نسخہ یہاں موجود ہے جو ”۳ ماہ ذیقعدہ ۱۲۵۸ھ مطابق ۶ مارچ ۱۸۶۹ء روز مبارکہ جمعہ کو بساعت سعد چھپ کے تیار ہو گیا“ یہ نسخہ سید فخر الدین کے زیر اہتمام شائع ہوا ہے۔ آخر میں غلط نامہ درج ہے ۳۶۳ صفحات پر یہ کتاب مکمل ہوئی ہے۔ یہ مجھے اردو سے معلیٰ کی اشاعت اول معلوم ہوتی ہے۔ نسخہ باہر جاسکتا ہے یا نہیں اور کتب خانے سے میں ایٹو کر سکتا ہوں یا نہیں یہ قابل دریافت ہے۔ یہ کتاب لٹن لائبریری کی نہیں ایک پرائیوٹ ذخیرے کی ہے۔ بہر کیف اگر آپ لکھیں گے تو میں اسے ایٹو کرانے کی کوشش کروں گا۔ آپ کے تفصیلی خط کا شدید انتظار ہے۔ محمود شیرانی مرحوم کے خط کا بھی یہ چیزیں جلد بھیج دیجیے۔ میں (میگزین کی) کتابت ختم کرا کے ایک ہفتے کے لیے ”محرّم کی تعطیلات میں مکان آنا چاہتا ہوں، کب تک یہ ابھی قطعی طور پر نہیں کہہ سکتا۔

امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔ والسلام

آپ کا

آرزو

(۶)

حبیب منزل

سیلاؤ ضلع پٹنہ

۰۳۸ / ۱۱ / ۱۶

مخدومی سلام مسنون

آپ کی طویل تنقید کی آفری قسط اور آپ کا والا نامہ ملا۔ دلی شکر یہ قبول فرمائیں کہ

آپ نے زحمت فرما کر علالت کی حالت میں اپنا خاصا وقت صرف کر کے طویل خط لکھا۔ آپ کا لکھنا دیکھنے بھی ناگوار نہیں ہوتا پھر میں نے تو خود آپ سے درخواست کی تھی مجھے واقعی ایسی تشدید کی ضرورت بھی تھی۔ آپ اگر رُود بصحت ہوں تو اس سلسلے میں اور کچھ لکھ لکھتے ہوں تو لکھ بھیجیے۔ ابھی ساری باتیں آپ کے دماغ میں تازہ ہوں گی۔

میں نے پہلے بھی آپ کو اطلاع دی تھی کہ ”سیر سیاح“ کے دو مطبوعہ نسخے علی گڑھ میں محفوظ ہیں۔ دیوانِ رودکی کے متعلق بعد کو اطلاع دوں گا۔ آپ کے مضمون کی تصحیح اسی نمبر میں شایع کر رہا ہوں۔

میں ۵ ماہ رواں کو بوقتِ شب پٹنہ پہنچا، دوسرے دن یہاں اپنے گاؤں چلا آیا۔ اس عجلت میں بھی آپ سے ملنے کے لیے وقت نکال سکتا تھا لیکن وہ ملاقات بہت مختصر ہوتی، اس لیے اسے واپسی پر ملتوی کر دیا۔ میں ۱۹ یا ۲۰ کو آؤں گا اور غالب نمبر کے سلسلے میں جو کچھ آپ نے لکھا ہے اسے اپنے ساتھ میں لے جانا چاہتا ہوں۔ ناسازی طبع کی بنا پر کام ادھورا رہ گیا ہے اسے براہِ کرم مکمل کر لیجئے بشرطے کہ آپ کی طبیعت ٹھیک ہو۔

سید وزیر الحسن صاحب نے جواب دیا ہو تو مطلع کیجیے گا۔ کلیاتِ نثر غالب آپ کو اب تک نہ ملا ہو تو مطلع فرمائیے، میں اس کتاب کی پہلی اشاعت جو ایک زمانے میں آپ کے پاس رہ چکی ہے حاضر خدمت کر دوں گا۔

والسلام

مختار الدین احمد

(۷)

۱۰۵، سرسید غزنی

۱۹ / ۱ / ۳۹ء

مخدوم گرامی سلام مسنون

پرسوں آپ کے چار پوسٹ کارڈ اور آج رجسٹری ملی۔ ممنون ہوں کہ آپ نے زحمت فرما کر خطوط فوراً بھیج دیے لیکن یہ تو تعداد میں بہت کم معلوم ہوتے ہیں۔ مجھے یاد تھا کہ آپ کے پاس تقریباً چالیس خطوط ہیں۔ براہِ کرم اس پر تفصیلی نوٹ لکھ کر بھیجیں۔ میں نے خاصے صفحات سیکشن کے لیے رکھے ہیں۔ کتابتِ نشنی بخش اور ابنِ شاہ اللہ صحیح ہوگی۔

ڈاکٹر صدیقی ابھی حال میں یہاں آئے تھے۔ میں ان سے ملنے گیسٹ ہاؤس گیا لیکن وہ ڈاکٹر صاحب کے پاس گئے ہوئے تھے۔ پھر وہ اسی دن چلے گئے اور میرے لیے ایک رقعہ چھوڑ گئے کہ ایک ہفتے میں وہ مضمون بھیج دیں گے۔ خطوط کی تمسید کے بعد اگر عرش صاحب والی کتاب پر تنقید بھیج دیں تو بہت بہتر ہو۔ اس کے بعد اور مضامین روانہ فرمائیں۔ یہ خط عجلت میں آپ کے حسب حکم صرف رسید کے طور پر لکھ رہا ہوں۔

والسلام

مختار الدین آرزو

(۸)

۱۰۵۰ سرسید غزلی

مسلم یونیورسٹی

۲۳ / ۱ / ۲۳

مخدومی سلام مسنون

دو کارڈوں میں صرف ایک کارڈ ملا۔ آج بھی انتظار کیا کہ دوسرا گمشدہ کارڈ آجاتا تو ایک ساتھ دونوں کا جواب لکھوں۔ مجبوراً ایک کارڈ کا جواب ہی لکھ رہا ہوں میں رسالہ عبدالکریم شائع کرنے کو تیار ہوں لیکن آپ سے جو گفتگو ہوئی اس ساری باتیں حافظے میں محفوظ نہیں۔ براہ کرم انھیں لکھ بھیجیے کہ بعد کو کسی قسم کی غلط فہمی نہ ہو۔ اس بات کا خیال رکھیے گا کہ مجھے پہلے منظوری علی گڑھ میگزین کے نیچر صاحب پھر سنسر صاحب سے لینا ہوتی ہے اور یہ ضرور نہیں کہ یہ اصحاب بھی اس قسم کے علمی مسائل اسی طرح سوچیں جس طرح ہم سوچتے ہیں۔ میں نے میگزین کے سائز کا فیصلہ کر لیا ہے یہ 8 / 23 x 18 جو گالیٹی سویرا لاہور کے سائز 16 / 30 x 20 سے طول میں کچھ بڑا ہے۔

صدیقی صاحب ابازت دے دیں تو مجھے مطلع فرمائیے اور رسالے کی نقل بھیج دیجیے۔ مسودہ صاف ہو اور واضح۔ دوسرے مضامین موعودہ بھی جلد روانہ فرمائیے۔ عرش صاحب نے اپنے دونوں مضامین بھیج دیے ہیں۔ مالک رام صاحب کا مضمون بھی آگیا ہے۔ شباز کی کتاب یہاں موجود ہے۔ معلوم نہیں آپ کیا چاہتے ہیں۔ کیا یہ کتاب آپ کو بھیج دوں۔ اس سے کچھ معلومات آپ کو بھیجنے ہیں۔

دقائق عبدالقادر خاں میں غالب کا ایک جگہ بھی ذکر نہیں۔ میں نے بڑی تقطیع کے کوئی ۳۰۰ صفحے پڑھ ڈالے لیکن غالب کا ذکر نہیں ملا۔ بہت افسوس ہوا۔ میں صیب گنج سے کل واپس آیا۔ غالب کے فارسی خط پر جو وہاں محفوظ ہیں تاریخ ۱۸۰۳ء پڑھی جاتی ہے۔ یہ کیوں کر ممکن ہے جب کہ غالب کی مہر پر ۱۲۳۰ کے اعداد منقوش ہیں۔ یہ خط ۱۸۳۰ء یا اس کے بعد کا ہونا چاہیے۔ میں نے اس کے عکس کا انتظام کر لیا ہے۔

والسلام

مختار الدین

(۹)

۱۰۷ سرسید غربی

۲۹ / ۱ / ۲۶

مخدومی سلام مسنون

آپ کا دوسرا گمشدہ کارڈ آج ملا۔ ”زندگانی بینظیر“ کی مطبوعہ عبارت یہ ہے :

” حکیم غلام رضا خاں دہلوی جن سے مجھ کو فنِ طب میں تلمذ حاصل ہے یہ گویا غالب کے متبنی ہیں۔ اردو سے معنی کے دونوں حصے انھی کے نام ہے ہیں۔

چوں کہ یہ بھی مرزا غالب کے حالات سے بہت واقف ہیں میں نے ان کو بھی اس مسئلہ تلمذ کے باب میں لکھا، ان کے یہاں سے یہ مضمون لکھا ہوا آیا۔

” بابت مرزا غالب و نظیر کے جو دریافت فرمایا ہے اس کی مطلق اصلیت نہیں۔ صحیح امر تو یہ ہے کہ مرزا نے نہ تو فارسی کلام کسی کو دکھایا نہ اردو۔ یہ جو مرزا صاحب ہرمز ثم عبدالقصد کو اپنا استاد لکھتے ہیں، اس شخص کا وجود ذہن میں تھا خارج میں نہ تھا۔ چودہ برس کی عمر میں مرزا صاحب دہلی آئے ، پھر یہیں رہے۔ اُس زمانے میں دہلی میں شاہ نصیر کا بہت شہرہ تھا بلکہ مرزا صاحب کے خسر الہی بخش معروف بھی انھی کے شاگرد تھے، مرزا صاحب نے اپنا کلام نصیر تک کو تو دکھایا نہیں، مجھے جو اصل حقیقت اس معاملے میں معلوم تھی حوالہ قلم ہوئی “ (ص ۲۰۰ ص ۲۰۱)

مسنون ہوں کہ آپ نے علی گڑھ میگزین کے ” غالب نمبر “ کے لیے مضامین لکھنے

شروع کر دیے۔ "غالب بہ حیثیت محقق" والا مضمون لکھنا بے حد ضروری ہے۔ اتفاق ہے کہ آپ کے لکھنے سے پہلے میں حبیب گنج ہو آیا تھا۔ دقّاح عبدالقادر خاں دیکھی۔ غالب کا کہیں ذکر نہیں۔ دو روز وہاں رہا کچھ اشارات تیار کیے۔ موقع ہوا تو اس کتاب پر ایک مضمون لکھوں گا۔ آپ براہ کرم بتائیے کہ ان کے تعلقات غالب سے کیا تھے۔ مجھے تو غالب کی تصانیف و خطوط میں کہیں عبدالقادر خاں کا ذکر نہیں ملا ہاں عہود ہندی ص ۱۰ میں مخالفین غالب مولوی نعمت علی، کرم حسین بلگرامی کے ساتھ عبدالقادر خاں کا ذکر موجود ہے۔ اگر غالب سے ان کے تعلقات کا پتا چلے تو ان پر میں مضمون لکھ سکتا ہوں اپنے میگزین کے اسی "غالب نمبر" کے لیے غالب کا ایک نقاد یا غالب کا ایک مخالف یا غالب کا ایک معاصر" یا کسی اور عنوان سے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ غالب سے تعلقات کا کچھ پتا چلے تاکہ عنوان کا حق ادا ہو۔

والسلام

مختار الدین احمد

(۱۰)

۱۰۵۰ سرسید غربی

۲۰۲۹ / ۲ / ۲۶

مخدومی سلام مسنون

مطبوعہ عبارت نقل کرتا ہوں: غالب نے برہان کی تنقید میں قاطع لکھی ہے لیکن اس میں یا کہیں اور انہوں نے مفصل طور پر نہیں لکھا کہ فرہنگ نگاری کے اصول کیا ہیں۔ ان اعتراضات سے جو انہوں نے برہان پر کیے ہیں، البتہ کچھ اصول مستنبط ہو سکتے ہیں۔ فرہنگ کا دیباچہ اس باب میں بالکل خاموش ہے۔ قاطع میں ایران و ہند کی مختلف زبانوں کے نام آئے ہیں، یہ سراغ لگانا تھا کہ غالب کے ذہن میں مضموم متعین ہیں یا نہیں، اور ہیں تو کیا ہیں، یہ بحث بھی لا حاصل سمجھی گئی ہے۔ غالب نے کوئی فرہنگ ایسی نہیں لکھی جس میں فرہنگ نگاری کے اصول کی مراعات ضروری سمجھی ہو۔ قادر نامہ نصاب کے طور پر بچوں کے لیے ہے۔ پ کی آہنگ دوم میں محض تھوڑے سے مفردات و مرکبات جمع کر دیے گئے ہیں۔ کتابوں کے آفر میں مشکل لغات کی جو فرہنگیں ہیں ان کا تعلق صرف انہی کتابوں کی لغات سے ہے۔ صرف و نحو میں بھی ان کی مستقل کتاب نہیں، یا تھی تو اب ناہید ہے۔ اس صورت میں

کسی لغت سے متعلق یا صرف و نحو کے کسی مسئلے کے بارے میں غالب کے یہاں جو کچھ ملتا ہے وہ بیشتر جامعیت سے محروم ہے اور اس کے لیے ان پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔ دباچے میں یہ بتانا تھا کہ زبان سے متعلق غالب کے یہاں جو مباحث ملتے ہیں، ان کی نوعیت کیا ہے۔ یہ بحث بھی دباچے میں نہیں ملتی۔ غالب کی "لسانیاتی دقیقہ سنجی" کی مدح میں چند سطروں کا قصیدہ شاعرانہ فرودگراشتوں کی تلافی نہیں لے سکتا۔ (پہلی)

۱۔ قادر نامہ یہاں لائبریری میں نہیں مازار میں اب بھی مل جاتا ہے۔ میں نے حال کا چھپا ہوا ایک سستا سانسوز رام پور میں خریدنا تھا جو پٹنہ میں ہے۔ جلوہ خضر کا نام اصغر مازہروی صاحب کی فرست کتب میں تو ہے لیکن ان کی بہت سی کتابوں کا پتا نہیں۔ متقدمین کے بقول کچھ کتابیں ان کے اعز سے واپس ملے ہیں۔ یہ اس لائن لائبریری میں نہیں۔

۲۔ صاحب عالم کا سال وفات قاموس میں بھی دی ہے۔

۳۔ دیوان غالب کا کون سا نسخہ آپ چاہتے ہیں۔ یہاں کوئی قدیم نسخہ نہیں۔ میں نے اپنا مطبوعہ نسخہ جو آپ کو بھیجا ہے وہ غالب کی زندگی کا مطبوعہ ہے۔

آج کے موصولہ کارڈ کی سب ضروری باتوں کا جواب ہو گیا۔

سیر سیاح ابھی تک نہیں ملی۔

متفرقات غالب بھیج چکا ہوں۔

دری کشا کی تقریظ بھی ساتھ ہی روانہ کر چکا ہوں۔

وصی بلگرامی صاحب کا پتا کیا ہے ؟

آپ منبر سہاے صاحب سے کچھ اس موضوع پر لکھوائیں تو بڑا اچھا رہے۔ فارسی

ادبیات پر ان کا مقالہ خاصا معلوم ہوتا ہے۔

میرزا اسحاق اپریل سے شروع ہو رہا ہے۔

آرزو

(ii)

علی گڑھ سٹیٹ لائبریری

۲۹/۳/۵۰

مکرمہ سلام مسنون

کل ایگسٹری اور آن آرٹس ڈارڈلار "تیسرہ فرہنگ غالب" کتابت کے لیے دہلی

میں ایک کاتب کے پاس ہے اس لیے وہ نصف سطر کی عبارت مضمون میں تو نہیں آسکے گی لیکن آخر مضمون میں حواشی میں یہ سطر آجائے گی۔

عبدالصمد والے مضمون کا تترسج مل گیا، شکریہ۔ اگر آپ اجازت دیں تو اس مضمون کا عنوان کچھ اور رکھا جائے۔ میں چاہتا ہوں یہ عنوان ہو: "غالب کا ایک فرضی استاد عبدالصمد"۔ سفرنگ دستاویز سے تقریظ نقل کر کے آپ کو بھیج چکا ہوں۔ عنوان تقریظ وہی ہے جو میں نے نقل کر کے بھیجا ہے۔ سال طبع بھی لکھ چکا ہوں۔

میگزین کا غالب نمبر "بہت جلد چھاپنے کا ارادہ ہے۔ کاپیاں اور پروف آپ کو بھیجنے میں خاصا وقت لگے گا لیکن اگر آپ ضروری سمجھتے ہوں تو ضرور سمجھوں گا۔ آپ اپنے مضامین جلد بھیجیں اس میں اب دیر نہ کریں۔ میرا خیال ہے محقق والا مضمون جامع ہو۔ صفحات کے لیے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اب آپ کے مرسلہ مضامین کی کتابت ہو تو معلوم ہو کہ یہ مضامین کتنے صفحات لیتے ہیں۔ بہر کیف آپ اطمینان سے لکھیے اور ضخامت کی فکر نہ کیجیے۔ لیکن اسے بھیجنے سے پہلے "نواد" کے اجزاء بھیج دیں کہ مضامین کی کتابت ہوتی جائے اور یہ اجزاء چھپتے جائیں۔ خطوط پر آپ کے نوٹس ہونے بہت ضروری ہیں۔ یہاں خط مجھے عرشی صاحب چھاپنے کے لیے بھیج چکے ہیں۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ ایک جگہ جہاں آپ کے تیار کردہ متن میں سوالیہ نشان ہے وہاں عرشی صاحب نے تو وہ "امتنان لفظاً" استعشار " پڑھا ہے۔

ایک بات اور یاد آئی۔ اور اصحاب نے عبدالصمد سے متعلق کچھ نہیں لکھا۔ معاصرین نے اس کا ذکر کیا۔ لیکن آغا احمد علی نے ہفت آسمان میں جہاں غالب کی شہولیوں کا ذکر کیا ہے وہاں صراحت سے لکھا ہے کہ عبدالصمد ہرمزد کے شاگرد ہیں۔

نگارستان اور روز روشن کا کتب خانے میں پتا نہیں چلا اس لیے ... کے متعلق کچھ نہیں لکھ سکتا۔

سیر سیاح کتب خانے سے غائب ہے۔ لغت والا مجموعہ فی الحال گم ہے۔ حالانکہ یہ کتابیں میں نے دیکھی ہیں اور یہاں موجود تھیں۔ یہ محسن دوزیر الحسن عابدی نے "آج کل" میں شائع کر دیا ہے۔ اس میں ان تمام اصحاب کے نام درج ہیں جن کے محسن اس کتاب میں موجود ہیں۔ اس میں صفیر بلگرامی کا نام نہیں ملا۔ مضمون نگار نے کتاب کے متعلق پوری تفصیل درج کی ہے۔ جلوہ خضر تو یہاں لٹن لائبریری میں کبھی تھی ہی نہیں اگرچہ احسن مارہروی کے پاس موجود تھی۔ ان کا ذخیرہ کتب یہاں آگیا ہے لیکن اس میں یہ کتاب موجود نہیں۔

[دوسرا کارڈ]۔ قدر بگلرانی کے نام جو غالب کا خط ہے جس کا عکس میں نے آپ کو بھیجا ہے اس میں اب توجہ کی ضرورت نہیں۔ میں نے اس کا پورا متن کلیات اور خطوط کی مدد سے تیار کر لیا ہے۔

دلی داد خاں کے خط میں ایک لفظ کرم خوردہ ہے پڑھا نہیں جاتا۔ یہ بتائیے مکتوب الیہما کے بارے میں کوئی اطلاع مل سکتی ہے؟ میں نے جو کچھ پتا چلایا ہے وہ ناکافی ہے۔

غالب کی حیات میں یا ان کی وفات کے فوراً بعد دو کتابوں میں عبدالصمد کا ذکر ملتا ہے (۱) مجموعہ سخن جو کالن براڈنگ کی فرمائش پر ۱۸۶۳ء میں مرتب؛ اس میں ص ۱۱۲ پر درج ہے کہ غالب فارسی میں ایک آتش پرست کے شاگرد تھے۔ (۲) ہفت آسمان مؤلفہ آغا احمد علی یہ عبارت ملتی ہے۔ تخلص غالب عرف مرزا نوشہ اکبر آبادی المولد دہلوی المسکن شاگرد میرزا عبدالصمد اصفہانی کہ پیشتر ہرمز نام داشتہ، قوت طبع و قدرت سخن گزاری نظماً و نثرًا او را مسلم است بلکہ بیشتر نثر او دلربا تر... حال سندنانی او سیما کیفیت قاطع برہان او کہ پیشتر درفش کاویانی خطابش کردہ وہم چنین جوہر تیغ تیز او از مطالعہ جوہاسای اس خصوصاً مؤیدہ برہان و شمشیر تیز تر تماشاہی سخن عالیست... آنچہ از اعتراض و اصلاح بدیں شعر شوک شد لاجر در مؤیدہ برہان ص ۳۳۲ مرقوم گشتہ، فلا نکرہ۔“

ان دونوں کے اقوال یقیناً آپ کے علم میں ہوں گے۔ لیکن میں نے یہاں یہ عبارت اس لیے نقل کر دی کہ غالب کی فارسی دانی کے متعلق آغا کی رائے معلوم۔

کل آپ کا کارڈ ملا۔ براہ کرم کتاب والے اجزاء جلد بھیج دیجیے۔ میرا امتحان ۶ اپریل سے شروع ہو رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں ساری چیزیں پرنس چھینے کے لیے بھیج دوں تو نسبتاً مجھے سکون حاصل ہو جائے۔

عرشی صاحب کا بھی ایک مضمون آیا تھا غالب کی تعلیم پر۔ اس میں عبدالصمد کا مسئلہ چھیڑ دیا ہے انہوں نے۔ لیکن آپ کے مضمون کے بعد اسے شائع کرنے میں اکثر باتیں مکرر ہو جائیں گی۔

والسلام

آرزو

مخدومی سلام مسنون

پچھلا خط میں نے عجلت میں لکھا تھا اور قلم بھی کچھ ایسا تھا کہ آپ کو میرے خط کے پڑھنے میں زحمت ہوتی۔ حفو خواہ ہوں۔

- ۱۔ اس ایک سطر کا اضافہ تبصرے میں ہو جائے گا۔
- ۲۔ سفرنگ سے متعلق بھول ہو گئی تھی۔ میں نے اسے دری کشا سمجھ کر جواب دیا تھا۔ غلط فہمی یوں ہوئی کہ آپ نے اپنے خط میں لکھا "سفرنگ دساتیر کی تقریظ رہ گئی"۔ آپ کا مطلب کچھ اور تھا، میں نے کچھ اور بھا۔
- ۳۔ غالب کے ترجمے میں اب اور کوئی بات قابل ذکر نہیں۔ کام کی جو بات آغا احمد علی نے لکھی تھی وہ میں نے آپ کو بھیج دی ہے۔ یہ تحریر ۱۸۶۳ء کی ہے۔
- ۴۔ آفاق دہلوی کا پتا معلوم نہ ہو سکا۔

۵۔ "تحقیق" والے مضمون میں خط دالی ترکیب مجھے پسند نہیں، لیکن آپ یہ مضمون لکھیں ضرور۔ صفحات کا کچھ اندازہ ہو جاتا تو مجھے آسانی ہوتی۔ بہر کیف آپ مضمون لکھنا شروع کر دیں۔ آپ کی تحریریں ویسے بھی مختصر ہوتی ہیں لیکن اختصار کے خیال میں ایسا نہ ہو کہ کوئی اہم بات لکھنے سے رہ جائے۔ آپ نے نوادر کا حصہ مرتب کر لیا ہو تو بھیج دیجیے۔ میں نے جو کچھ مرتب کیا ہے اس کی کتابت ہو گئی۔ اس میں میں نے بہت سی تحریرات نظم و نثر جمع کر دی ہیں۔ کچھ شائع شدہ چیزیں بھی آگئی ہیں لیکن افادیت کے مد نظر سے ہیں اور اس خیال سے کہ وہ سب محفوظ ہو جائیں، ایک جگہ جمع کر لیا ہے۔ لیکن اگر اس شمارے میں گنجائش نہ رہی تو بہت سی تحریریں نکال دینی پڑیں گی۔

دیوان غالب فارسی (نسخہ خدا بخش) پر غالب کے ہاتھ کی لکھی ہوئی دو تحریروں کا عکس بھی شائع کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے پروفیسر سید حسن عسکری صاحب کو زحمت دی ہے کہ وہ بعض صفحات کے عکس مجھے بھیج دیں! اچھی ان کا جواب نہیں آیا ہے۔ امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔

والسلام

مختار الدین احمد

علی گڑھ

۲۲ / ۳ / ۱۹۰۳ء

محدودی سلام مستنون
آثار غالب کی جو ترتیب میں نے رکھی ہے وہ حسب ذیل ہے اگر کوئی بات اس
سلسلے میں قابل ذکر ہو تو مطلع فرمائیے ورنہ بعد کو دقت ہوگی۔

فارسی مکتوبات:

فارسی نشر:

- (۱) تقریظ قاطع برہان
تقریظ سفرنگ دساتیر
تقریظ دری کشا
اردو نشر:

(۱) دیباچہ لطائف غیبی

دیباچہ تیغ تیز

ایک استغناء

مکتوب اردو

دو فارسی شعروں کے مطالب

فارسی نظم:

نامہ منظوم بنام بوہر

تین مہتے

رباعی

فردیات

اردو نظم:

اشتہار بیخ آہنگ

جو سعادت علی

فردیات

علی گڑھ میگزین
مسلم یونیورسٹی
علی گڑھ

اڈیٹر
مختار الدین آرزو
بی۔ اے (علیگ)

۱۳ / ۳ / ۳۹ء

مخدوم گرامی سلام مسنون

آپ کی مرسلہ رجسٹری ملی اور آج ہی آپ کا کارڈ موصول ہوا۔ شکریہ قبول فرمائیے۔
پیلے رجسٹری کا جواب عرض کروں پھر دوسرے امور کا۔

آپ کے گرامی نامے کا پہلا پیرا گراف جس انداز میں لکھا گیا ہے، اگر اس انداز میں نہ بھی لکھا جاتا تب بھی شاید مقصد فوت نہ ہوتا اور میں اس کی اہمیت اچھی طرح سمجھتا۔ آپ کو تعجب ہوا کہ ایسی معقول باتوں کو ماننے میں یہاں کے لوگوں کو کیا عذر ہو سکتا ہے (۳۸)۔ اب میں کیا بتاؤں کہ کبھی بعض لوگ معقول بات بھی ماننے کو تیار نہیں ہوتے، اور اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ سینکڑوں نا معقول باتیں کر جائیے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ مہر کیف مطمئن رہیں اپنی سی کوشش کروں گا۔

۲۔ آثارِ غالب شیخ محمد اکرام کی کتاب کے دوسرے ایڈیشن کے اس حصے کا نام ہے جس میں انتخابِ اشعارِ اردو و فارسی ہے۔ آپ کے مجموعے کا نام کیجیے تو ”نوادرِ غالب“ رکھ دوں (۳۹)۔

۳۔ آپ کے تینوں مضامین (۳۰) کے کچھ ری پرنٹ میں آپ کو ضرور دوں گا۔ یہ معاملہ بالکل میرے اختیار کا ہے۔ اس میں کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں۔ ن ہند رہے یا جتنے نسخے کیسے فاضل چھپوا لوں، لیکن آپ براہ کرم اپنے مضامین جلد از جلد چھپجیں، رسالے کی کتابت شروع ہو گئی ہے۔ غالب کے مرسلہ خطوط فارسی ۱۸ صفحوں میں آئے ہیں۔

۴۔ شیخ محمد اکرام کی کتاب میں سراپا سخن، تذکرہ خوب چند ذکا اور تذکرہ سرور سے غالب کے اشعار درج کیے گئے ہیں۔ تذکرہ سرور سے ۱۳ اور عیار الشعراء سے ۲ شعر لیے گئے ہیں۔

۵۔ میمن صاحب کو ہندوستان کے سیاسی انقلاب اور علی گڑھ کے مقامی حالات نے ایسے اور افسردہ بنا دیا ہے۔ آپ یہ کیجیے کہ ایک خط انھیں خود لکھیں، میں ان کے پاس اکثر آتا جاتا رہتا ہوں۔ وہ مجھ سے آپ کے خط کا ضرور تذکرہ کریں گے۔ میں اصرار کر کے

جواب لکھوانے کی کوشش کروں گا۔ ان کا حال یہ ہے کہ وہ اگر موڈ میں ہوتے تو وہ موضوع پر اس تفصیل سے بتانا شروع کر دیں گے کہ انھیں سنبھالنا اور یاد رکھنا مشکل ہو جائے گا۔ وہ لکھ کر بھیجنے کا کھلف نہیں کریں گے۔ میں کوشش کروں گا کہ جو کچھ وہ کہیں میں آپ کو لکھ کر بھیج دوں۔

۶۔ مجھے اس بات کا علم ہے کہ بیٹی میں تذکرہ مخزن شعراء (۳۱) کا وہ قلمی نسخہ ہے جس پر غالب کے ہاتھ کی تحریر کردہ تقریظ ہے۔ اس کی اہمیت و ندرت کی بناء پر میں نے اس کا عکس میگزین کے غالب نمبر کے لیے حاصل کرنا چاہا۔ نجیب اشرف ندوی صاحب اور ایک اور صاحب (۳۲) کو خط لکھا ہے۔ اگر عکس حاصل ہو گیا تو اس کی اشاعت مفید ہوگی۔ یہ تقریظ مطبوعہ کتاب شائع کردہ انجمن ترقی اردو سے میں نے نقل کر لیا ہے۔ وہ اس وقت کاغذات میں کہیں گم ہے، بعد کو آپ کو بھیج دوں گا۔

۷۔ عبدالقادر خاں والا لطیف کون سا ہے؟ وہی بھینس اور انڈے والا؟ (۳۳)

۸۔ قدسی (۳۳) کی غزل پر جن حضرات نے محسّس لکھے ہیں ان کا مجموعہ بیبلو احسن گلشن میں موجود ہے اور میں نے اس کی نقل بھی لے لی ہے۔ کتاب کا نام "حدیث قدسی" ہے، ترتیب محمد عمر ساکن دہلی ہیں۔ یہ ۱۸۵۰ء میں شائع ہوئی ہے۔ اس میں شہزادوں اور سلاطین زادوں کے علاوہ متعدد شعراء کے محسّسات ملتے ہیں۔ میر حسدی مجروح، مرزا رحیم بیگ (مؤلف ساطح برہان) بدر الدین (غالب کے مہر کن) کے لکھے ہوئے محسّسات بھی ملتے ہیں۔ میں نے اس کتاب سے نوٹس لے لیے ہیں۔ لیکن اسی عرصے میں سید وزیر الحسن عابدی صاحب نے رسالہ "آجکل" (۱۵ فروری ۱۹۳۰ء) کے شمارے میں غالب کی یہ تصنیف شائع کر دی ہے۔ یہ محسّس اب میں آپ کے زیر ترتیب مجموعے میں شامل کرنا نہیں چاہتا۔ اس کے علاوہ انھوں نے غالب کی ترک سے نوشی پر ایک فارسی قطعہ "سبذ بارخ دو در" سے نقل کر کے چھاپا ہے۔ ان کے بیان کے مطابق یہ قطعہ ان کی آخری نگارش ہے۔ یہ قطعہ ۲۳ نومبر ۱۸۶۸ء کی شب کو لکھا گیا ہے۔

۹۔ کیا آپ کی مراد مولانا فضل حق خیر آبادی (م ۱۲۷۸) سے ہے۔ ان کے حالات میرے ایک کرم فرما عبدالقادر خاں شروانی نے ایک کتاب (۳۵) میں لکھے ہیں اور ان کے عربی قصیدے کا جو انھوں نے جزیرہ انڈمان میں تحریر فرمایا تھا، اردو ترجمہ کیا

- ۱۰ ہے۔ ان کا بیان ہے کہ اس ترجمے پر مولانا ابوالکلام نے نظر ثانی کی ہے۔
 رسالہ عبدالکریم شائع ہو جاتا تو اچھا تھا۔ پتا نہیں وہ (۳۶) کب شائع کریں اور شائع
 کریں بھی یا نہیں۔ لیکن آپ نے تو انھیں لکھ دیا۔ اب کیا ہو!
- ۱۱ میں دورانِ قیام حسبِ گنج زیادہ تر توجہ صرف دو کتابوں پر مرکوز کر سکا۔ دقلم عبدالقادر
 خانی اور سید صاحبِ عالم مارہروی (معاصرِ غالب) کا روزنامچہ دیکھتا رہا۔ لیکن کتب
 خانے کی فرسٹیں عربی و فارسی و اردو مخطوطات و مطبوعات کی کئی بار پڑھیں، مختلف
 کتابیں منگوا کر دیکھیں بھی۔ بعض اہم مخطوطات کے نمبر اور ضروری معلومات اپنی
 نوٹ بک میں درج بھی کر لیے۔ مجھے ۹۹ فیصدی یقین ہے کہ دیوانِ فاضل عظیم آبادی
 وہاں موجود نہیں۔ آپ کو کسی نے غلط اطلاع دے دی ہے۔ ہاں کلیاتِ طالب علی
 خاں عیشی موجود ہے، مصحفی کے دیوانِ چہارم کا ایک نسخہ بھی وہاں موجود ہے۔ تحفہ
 ساقی اور تذکرہ محزن الغرائب بھی وہاں دیکھنے میں آیا۔ اردو شعرا میں دلی، سودا، بیدار،
 خواجہ میر درد، جراث، ہوس، میر حسن، الہی بخش معروف اور احسن اللہ بیان، دہلوی
 کے دوادین بھی وہاں موجود ہیں۔
- ۱۲ صاحبِ عالم مارہروی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ایک بیاض میں عبدالنبی خاں وکیل شاہ
 ایران درگت کے شعر بھی لے ہیں، یہ کون ہیں؟ ایک دوسری بیاض میں غالب کے
 نام تین شعر دستیاب ہوئے ہیں، یہ مطبوعہ تو نہیں (۳۷)۔
 دل دیوانہ وارم کہ خاموش ست تقریرش برنگِ زلفِ خوباں بر صد افسادہ زنجیرش
 گزر از کوچہای تنگ کے صاحبِ دماغاں را نمی آید بروں از خاد نقاش تصویرش
 روزِ معشرِ غبارِ تربت ما دامنِ بوتراب می خواهد
- ۱۳ صاحبِ عالم کا روزنامچہ فارسی میں ہے بعض مقامات پر مومن و ذوق اور بعض
 دوسرے غیر معروف شاعروں کی غزلیں مل جاتی ہیں لیکن تحریر اس قدر بد خط اور
 شکستہ ہے کہ اگر غالب جیسے نفیس مزاج شخص کو ان کے خطوط پڑھنے میں زحمت ہوتی
 تھی تو یہ غلط نہ تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ روزنامچے کی چار سطریں صحیح پڑھنی مشکل ہو جاتی
 ہیں۔ حسبِ گنج میں جو روزنامچہ ہے وہ ۲۱ مارچ ۱۸۵۳ء تا ۱۰ جمادی الثانی ۱۲۲۹ھ سے شروع
 ہو کر ۲۰ اکتوبر ۱۸۵۳ء تا ۲۷ ذوالحجہ ۱۲۶۹ھ پر ختم ہوتا ہے۔

اس روزنامے کی ایک جلد سیال ٹن لائبریری میں بھی ہے۔ اسے میں نے ڈھونڈ نکالا ہے۔ پوری لائبریری کو یہ پتا نہیں کہ یہ کیا چیز ہے۔ یہ ۱۸۵۲ یا ۱۸۵۳ کا روزنامہ ہے۔ میں نے سرسری طور پر کوشش کی کہ اس روزنامے میں غالب کے سلسلے میں کچھ معلومات مل سکیں لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ ہاں ایک دو غزلیں ملی ہیں لیکن یہ متداول ہیں، دیوان سے مقابلہ کر کے دیکھوں گا کہ قراء توں میں ہمیں اختلاف تو نہیں۔ سنا ہے اس کی کچھ جلدیں اربہہ میں محفوظ ہیں۔ اس روزنامے پر کام کرنا بے حد مفید ہوگا۔ اس کا اگر گہرا مطالعہ کیا جائے تو اس عہد کے ادبی و معاشرتی حالات پر روشنی پڑ سکتی ہے۔

۱۳۔ ”دقائق عبدالقادر خانی“ کا مطالعہ میں نے خاصی توجہ سے کیا ہے۔ افسوس کہ ساڑھے تین سو صفحات پڑھنے کے بعد بھی غالب سے متعلق کوئی اطلاع نہ مل سکی۔ دو مقالات پر اسد اللہ خاں مرحوم کا ذکر ہے، یہ اسد اللہ مرزا غالب نہیں، ایک دوسرے بزرگ ہیں۔ جن کا ذکر اس عہد کے تذکروں میں ملتا ہے۔

۱۵۔ غالب اور مؤلف کی گلگتہ میں ملاقات مستبعد ہے۔ گو بعض اصحاب اس کے قائل ہیں اور آپ نے بھی اپنے خطوط میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ یہ صحیح نہیں (۳۸)۔ عبدالقادر خاں، غالب کے گلگتہ جانے سے بہت پہلے بنگال گئے تھے۔ غالب ۳ شعبان ۱۲۳۳ھ (۱۲ فروری ۱۸۲۸ء) کو گلگتہ پہنچے ہیں اور ۳ جمادی الاول ۱۲۳۵ھ کو واپس آئے ہیں جب کہ عبدالقادر ۱۲۲۵ھ کے لگ بھگ بنگال پہنچے اور ۱۲۳۰ھ کو واپس آئے۔ اس لیے وہاں ان دونوں کی ملاقات کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اب یہ کہ عبدالقادر خاں دوبارہ گلگتہ گئے ہوں تو نہ دقائق میں اس کا ذکر ملتا ہے اور نہ کسی اور ذریعے سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

انھوں نے مادہ اور ڈھا کا کا بھی سفر کیا تھا۔ انھوں نے وہاں کے کوائف لکھے ہیں۔ وہ واپسی میں ۱۲۲۹ھ میں کشتی سے عظیم آباد پہنچے تھے۔ انھوں نے وہاں ایک دن قیام کیا وہاں کے ایک درویش شاہ حمزہ کا انھوں نے ذکر کیا ہے جنھیں وہ ڈھا کا میں بھی دیکھ چکے تھے۔ لکھا ہے کہ وہ بھنگ کے عادی تھے جس کی خشکی نے ان کا دماغ تباہ کر رکھا تھا۔ وہ ”کلمات پریشان“ بولتے رہتے تھے، نادان لوگ ان کلمات کو رموز و معارف سمجھتے تھے۔ انھوں نے ایک اور بزرگ نکئیہ شاہ سے بھی ملاقات کی تھی اور کچھ حالات ان کے بھی دقائق میں درج کیے ہیں۔ وہاں سے وہ بنارس پہنچے جہاں انھوں نے بیس دن قیام کیا۔ وہاں سے نواب سعادت علی خاں

کے زمانے میں لکھنؤ وارد ہوئے وہاں کے میر عبد العلی، حکیم مرزا علی اور امیر خاں کا انھوں نے ذکر کیا ہے۔ لکھا ہے کہ اردو کے مشہور شاعر میر انشاء اللہ خاں انشا دہلوی ان سے ملنے ان کے مستقر پر پہنچے۔ انشا کے بارے میں انھوں نے لکھا ہے کہ اگرچہ وہ شعر و شاعری میں شہرت رکھتے ہیں لیکن بندے کے خیال میں انھیں "فن ہم نشین" میں پوری دسترس حاصل ہے۔ وقائع میں میر جعفر کے یہاں کے ایک مشاعرے کا ذکر ملتا ہے جہاں قتیل، مصحفی، نسیم دہلوی، اور نایح موجود تھے۔ وہ ایک دن مصحفی سے ملنے ان کے گھر گئے دیکھا کہ وہ کچھ لوگوں کو درس دے رہے ہیں، تلامذہ کے اشعار پر اصلاح کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ ایک عجیب و غریب اطلاع مصحفی کے وطن کے بارے میں انھوں نے دی ہے جس کا مجھے علم نہ تھا۔ میں نے کہیں پڑھا تھا کہ مصحفی کا وطن اکبر پور ہے۔ مصحفی نے خود عبدالقادر خاں سے بیان کیا کہ ان کا مولد بلم گڑھ متصل شاہجہاں آباد ہے۔ دہلی کے کچھ شعراء کا ذکر ملتا ہے، قتیل کے سلسلے میں کوئی خاص اطلاع نہیں ملی۔ نہ لکھنؤ کے شعراء کے بارے میں انھوں نے کچھ لکھا اور نہ وہاں کے مشاعرے کے حالات انھوں نے درج کیے ہیں۔ اس عہد کی معاشرت و سیاست پر لکھنا بھی انھوں نے ضروری نہیں سمجھا۔ ممکن ہے کچھ کوائف استطراداً کہیں آگئے ہوں۔

عبدالقادر خاں عمگین کے سلسلے میں کچھ اور معلومات حاصل ہو جاتیں تو میں ان شاء اللہ ان کے بارے میں ایک مضمون لکھوں گا۔ مجھے ان کے بہت سے فارسی و اردو اشعار ملے ہیں جو میں نے نقل کر لیے ہیں، پندرہ آدیں گا تو آپ کو دکھاؤں گا۔

۱۶۔ یہاں دیوان زکی دہلوی (۳۹) کا ایک نسخہ ہے لیکن وہ ناقص الآخر ہے، اس لیے غالب کی تقریظ نہیں ملی۔ لیٹن لائبریری میں اور کوئی نسخہ نہیں۔ بحر (۵۰) کا دیوان بھی موجود نہیں۔ علی گڑھ میں سر شاہ سیدمان کی مطبوعہ وغیر مطبوعہ کتابوں کا خاصا ذخیرہ موجود ہے لیکن ان میں کسی کتاب کا ڈھونڈنا آسان نہیں، اس لیے کہ ابھی باضابطہ ان کی فہرست سازی نہیں ہوئی ہے۔ پھر بھی تلاش سے کلیات ذکی (۵۱) کا ایک نسخہ ملا۔ یہ ممدی علی خاں ذکی کا کلیات ہے، نول کشور نے شائع کیا ہے صفحات ۲۵۳۔ آخر میں مولوی زین العابدین خاں صاحب کی تقریظ ہے، اس میں غالب کی کوئی تقریظ نہیں۔

۱۷۔ آپ نے بحر (۵۲) کے شعر کے بارے میں استفسار کیا ہے۔ مطلوبہ غزل دیوان بحر اس کے ۳۵۳ کے حاشیے پر درج ہے، یہ غزل کا چھٹا شعر ہے:

کہہ کا ہم نے یہ عالم نہیں دیکھا نکمہ نے میں نہا تا ہے وہ گل کوثر میں کہہ لے اور مدحتی ہے

۱۸۔ علی گڑھ میگزین کے " غالب نمبر " کے لیے تلامذہ غالب پر اب تک کوئی مضمون نہیں آیا۔ میں سیاح یا علی مردان خاں رعنا پر لکھنا چاہتا ہوں۔ "سیر سیاح" (۵۳) مل گئی ہے لیکن اس میں کچھ زیادہ معلومات نہیں ملتے۔ رعنا کا ذکر کبھی کبھی لے گا؟ دیوان کا میں نے بلااستیجاب مطالعہ کر لیا ہے۔ صغیر بلگرامی پر بھی لکھ سکتا ہوں لیکن اس میں ایسی باتیں بھی آجائیں گی جن سے معتقدین صغیر خوش نہیں ہوں گے اور جواب اور جواب الجواب کا سلسلہ نہ شروع ہو جائے۔ اس سے بچنا چاہتا ہوں۔

کچھ مضامین چاہتا ہوں کہ معاصرین پر بھی ہوں۔ میں چیف عبدالقادر خاں یا آغا احمد علی پر مضمون لکھ سکتا ہوں اگر آپ حالات کے لیے اہم مصادر کی نشاندہی کریں تو خوب ہو۔ ان کی تصانیف پر میرے پاس معلومات ہیں۔ اول الذکر زیادہ اہم ہیں ان پر اب تک کسی نے نہیں لکھا ہے۔

۱۹۔ مولانا حبیب الرحمن خاں شردانی کچھ غالب پر لکھنے کو تیار ہو گئے ہیں۔ مجھ سے موضوع پوچھتے ہیں۔ ان کی ضعیف العری کا خیال رکھتے ہوئے کوئی ایسا موضوع تجویز کیجئے کہ وہ اس پر بآسانی لکھ سکیں اور مضمون بھی مفید ہو۔

اسی طرح مولانا ابوالکلام بھی ممکن ہے کچھ لکھ دیں۔ عبدالقادر خاں شردانی ان کے معقدوں بلکہ پرستاروں میں ہیں، ان کے ذریعے کوشش کر رہا ہوں۔ ممکن ہے وہ برہان قاطع کے ہنگاموں کے سلسلے میں کوئی مختصر سی تحریر لکھ دیں۔ اس موضوع سے ان کی دلچسپی ہے۔ وہ یہاں ۲۰ اپریل کو تقسیم اسناد کے جلسے میں شرکت کے لیے آ رہے ہیں۔ وہ صدر یار جنگ کے ساتھ "حبیب منزل" میں قیام کریں گے، شاید صاحب ان سے ملاقات کرانے کا وعدہ کرتے ہیں۔

۲۰۔ آپ کو لکھ چکا ہوں کہ غالب کے نوادر کی تلاش جاری ہے۔ ڈاکٹر عبدالستار صدیقی سے کچھ چیزیں مل جائیں گی۔ آپ کے علم میں غالب کے کچھ غیر مطبوعہ خطوط یا ان کی غیر شائع شدہ تحریریں ہوں جن کے عکس شائع کیے جاسکیں تو ضرور اطلاع دیجیے۔ حبیب گنج کے کتب خانے میں ان کے قلم کا جو فارسی خط ہے اس کا عکس میں نے حاصل کر لیا ہے۔ اس کی کاپی ارسال خدمت ہے۔ ایک اشکال ہے جو کوئی حل نہیں کرتا۔ اس خط میں تاریخ تحریر ۱۸۰۳ء درج ہے۔ یہ کیوں کر ممکن ہے۔ میرزا پانچ سات کی عمر میں تو ایسا خط لکھنے سے رہے۔ پھر اس خط پر مہر ۱۲۳۱ھ کی ثبت ہے۔ ظاہر ہے خط اس

کے بعد کا ہے۔ نواب صدر یار جنگ سے گفتگو ہوئی۔ انھوں نے فرمایا خط ممکن ہے ۱۸۳۰ء کا ہو۔ مہر بنانے والے نے صفر کا نشان غلط جگہ لگا دیا ہو۔ ادب مانع تردید ہوا۔ میں نے یہ عرض نہیں کیا کہ ایسی غلط مہر مرزا کبھی قبول نہیں کرتے۔ نہ بدر الدین جیسے دہلی کے مشہور مہر کن ایسی فاش غلطی کرتے۔ یہ تو معلوم ہے کہ مرزا اپنی اور دوسروں کی مہریں انھی سے کئدہ کراتے تھے۔ پھر ایک قانونی دستاویز جس پر غلط تاریخ پڑی ہو کوئی کاروباری کس طرح قبول کر سکتا ہے۔ میں نے ایک ملاقات میں آپ سے کہا تھا کہ صدر یار جنگ کے پاس یہ دستاویز جو اپنی والدہ کی طرف سے غالب نے لکھی ہے، عبدالوحید خاں صاحب سے ملی ہے جو خداداد خاں اور ولی داد خاں کے عزیزوں میں ہیں۔ یہ حضرات آگرے میں غالب کے پڑوسی تھے اور سماجی کا کاروبار کرتے تھے۔ لہذا وہ یہ کہ یہ تحریر غالب کے خاندان سے نہیں اُس خاندان سے ملی ہے جو روپے قرض دینے کا کاروبار کرتے تھے۔ ان لوگوں نے ناقص دستاویز کس طرح قبول کی۔ غالب کا یہ خط اُس دور کا ہے جب ان کی والدہ عزت النساء بیگم زندہ تھیں اس وقت غالب کی عمر اُتیس بیس کی ہونی چاہیے۔ یہ خط ۱۸۱۳ء یا ۱۸۲۳ء کا ہونا چاہیے۔ آپ براہ کرم اپنی رائے سے مطلع فرمائیں۔ میرے خیال میں ۱۸۲۳ء زیادہ قرین قیاس ہے۔ مالک رام صاحب ۱۸۳۰ء کے مؤید ہیں (۵۳)۔ مجھے اس سے اتفاق نہیں ہے۔

۲۰۔ پرسوں ڈاکٹر صدیقی یہاں تشریف لائے ہیں۔ کل شام کو میں نے اپنے کمرے پر انھیں چائے پر مدعو کیا تھا۔ چند اور اصحاب کو بھی بلایا تھا۔ تین چار گھنٹے صحبت رہی۔ اب ڈاکٹر صاحب بھی مولوی عبدالحق ہوتے جا رہے ہیں۔ باتیں بھولنے لگے ہیں۔ غالب ان کا خاص موضوع ہے لیکن اس کے متعلق جتنی معلومات ان کے حافظے میں مستحضر ہونی چاہیے نہیں ہیں۔ خود انھوں نے جو کچھ لکھا ہے بسا اوقات وہ بھی انھیں یاد نہیں۔ میں نے غالب کا وہ اصل خط جو ایک نواب صاحب سے حاصل کیا ہے (۵۵) اور جو غالب نے مرزا یوسف علی خاں عزیز کو لکھا ہے۔ انھیں دکھایا یہ خطوط غالب مرتبہ ہمیشہ پرشاد میں موجود ہے۔ اسے وہ غور سے دیکھتے رہے۔ کہنے لگے یہ غیر مطبوعہ خط آپ نے خوب حاصل کیا۔ میں نے عرض کیا کہ یہ مطبوعہ ہے اسے ہمیشہ پرشاد شائع کر چکے ہیں اور آپ نے اپنے نام سے اس خط پر حاشیہ بھی لکھا ہے۔ وہ مسکرا کر چپ ہو گئے۔ اس طرح کی کچھ اور باتیں بھی وہ کرتے رہے اور لطف کی

بات یہ کہ ایک گھنٹہ پہلے علی گڑھ میں اپنی طالب علمی اور ۱۹۰۷ء میں اپنے جرمنی کے قیام کے دوران کی بعض باتیں اس جزوی تفصیل اور وضاحت سے بیان کر رہے تھے جیسے وہ کل کی بات ہو۔ حافظے کی یہ بوالعجبی مجھے عجیب سی لگی۔

۲۲۔ فارسی خط موجودہ حبیب گنج کے سلسلے میں دلچسپ بات انہوں نے یہ کہی کہ میرے پاس اس کا عکس مر ہے۔ میں نے اس پر بہت غور کیا ہے اور یہ رائے قائم کی ہے کہ یہ غالب کی تحریر نہیں بلکہ غالب کی تحریر کی مشق جس نے آگرے میں کرائی تھی اس کی تحریر ہے۔ میں نے کہا یہ تحریر غالب کی دوسری قدم تحریروں سے مشابہ ہے۔ فرمایا کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ شاگرد استاد کی بہت کامیاب نقل کر لیتا ہے اور دونوں کے خط میں اتنی مشابہت ہو جاتی ہے کہ تمیز مشکل ہو جاتی ہے۔

پھر ڈاکٹر صاحب نے قدرے تفصیل سے بغدادی خطاط ابن البواب اور ہندوستانی خوش نویس میر پنجہ کش کا ذکر کیا۔ اول الذکر کے بارے میں انہوں نے بتایا کہ اس نے خلیفہ عباسی کی فرمائش پر اپنے عہد کے استاد وقت کے لکھے ہوئے ایک مصحف پاک کے ضائع شدہ اوراق کی اس خوبی سے کتابت کی کہ اصل و نقل میں تمیز کرنا مشکل ہو گیا۔ میر پنجہ کش (سید امیر رضوی) کا کمال انہوں نے یہ بتایا کہ انہوں نے اپنے استاد آقا سے عبدالرشید کی ایسی کامیاب اتباع کی کہ نقادان فن بھی یقینی طور پر نہیں کہہ سکتے تھے کہ میر پنجہ کش کی وصلی کون سی ہے اور عبدالرشید کی لکھی ہوئی تحریر کون سی ہے۔

ڈاکٹر صاحب آج کل دیوان احسن اللہ بیان دہلوی کی تصحیح و ترتیب میں لگے ہوئے ہیں (۵۶)۔

۲۴۔ غالب کے دیوان فارسی کے دو قدیم نسخے جو خدا بخش لاہوری میں ہیں ان میں سے ایک کے حاشیے پر غالب کی مختصر اردو تحریریں ہیں۔ ان کے عکس غالب نمبر میں شائع کرنا چاہتا ہوں۔ پروفیسر سید حسن عسکری صاحب سے درخواست کی ہے کہ ان کے فوٹو بنوا دیں۔ ہادی فوٹو گرافر سے ان کے تعلقات ہیں۔ وہ اچھا عکس ان تحریروں کا تیار کر سکیں گے۔

۲۵۔ اس صفحے چھن بے نظیر نامی ایک قدیم مجموعے پر نظر پڑی۔ اس میں غالب کی ایک غیر معروف غزل درج ہے۔ کیا یہ آپ کے خیال میں غالب کی ہے۔ ان کی غزل سے پہلے اور بعد کو میر کی اک آک غزل چھپی ہے۔ غالب کے نام کی غزل کا مطلع یہ ہے:

کب رہا ہے اب ہمیں حور و بشر کا امتیاز دیکھ کر جاتا رہا تجھ کو نظر کا امتیاز
۲۰۔ ایک مجموعے میں فارسی کے چند اشعار نظر آئے جو بخطِ مُصَنَّف ہیں۔ مطلع فرمائیں کہ
یہ اشعار کس کے ہیں :

بفضلِ خالقِ نور و غلامِ دلیل و نثارِ جبینِ بختِ تو گردید مطلعِ انوار
نہالِ عیش و طرب گشت و بار آورد گلِ مراد شکفت ... بر خوردار
سلاجِ رمضان رُو نمود و ماہ دے بلالِ عید سزد مہر قدر او گموار
خرد بسالِ دلادت بگفت این فرزندِ بگوشِ ہوشِ دل ... شمار
۲۱۔ عبدالقادر بیدل کی محیطِ اعظم کے ایک قلمی نسخے کے آخر میں دو تین غزلیں ”لمحمرہ“ کے
کے لکھی ہوئی ملی ہیں، یہ بیدل کی تو نہیں :

شدی چوں مہر تاباں آسمانِ من زمینِ خود اگر گلِ صبح دم دو سجدہ بگزید جبینِ خود
مقطع میں تخلص ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ”بیرنگ“ لکھا ہوا ہے۔ ”بیرنگ“ تو ایک
شاعر گزرے ہیں، کیا ”بیرنگ“ بھی کوئی شاعر گزرے ہیں۔ یہ لفظ ”بیرنگ“ بھی پڑھا
جاسکتا ہے۔ محیطِ اعظم کا پورا نسخہ انھی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔

۲۲۔ میں نے شیخ غلام ہمدانی معنی کے تذکرہ عقداثریہ کے ایک نسخے کا پتا چلایا ہے جو خیالی رام
کا لکھا ہوا ہے۔ اس سے مولوی عبدالحق کے شائع کردہ اڈیشن کے کچھ اغلاط کی تصحیح ہو سکے
گی۔ اگر اسے دوبارہ طبع کرانے کی نوبت آئی تو مولوی صاحب نے اپنے اڈیشن میں شعراء
کے جو فارسی اشعار حذف کر دیے ہیں، شائع کرانے میں اس نسخے سے مدد مل سکتی ہے۔

۲۳۔ یہ بتانے کے لیے مرزا علی رضا خوں کون بزرگ ہیں۔ یہ مرزا عبدالقادر بیدل (متوفی
۱۱۳۳ھ) سے متاثر معلوم ہوتے ہیں۔ ایک بیاض میں ان کا کچھ کلام ملا ہے۔

خط کی طوالت کی معافی چاہتا ہوں۔ بہت سے قابل ذکر امور جمع ہو گئے تھے، فرصت
ملی تو رت لکھنے بیٹھ گیا اور آج تمام کر لیا۔ ہر چند کچھ گفتنی امور ناگفتہ رہ گئے لیکن اس وقت
اسی قدر پر اکتفا کرتا ہوں۔ میگزین سے متعلق امور کا جواب جلد دیجیے گا۔

والسلام

مختار الدین